۲۰ محرم ۱۴۴۴ھ/19اگست 2022ء

سیرتِ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے حسین پہلو

مجلسِ علماء نظامیہ پاکستان

مرکزی دفتر: جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429
alnizamia7374429@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، أَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۔[آلِ عمران:134]

انسان کے کردار اور اُس کے اخلاق پر والدین کی تربیت اور گرد و پیش، بالخصوص گھر کے ماحول کا گہرا اثر ہوتا ہے...
ماحول اچھا ہو، والدین کی تربیت عمدہ ہو تو کسی دوسرے سے سیکھے بغیر بھی عموماً بچہ اعلیٰ کردار کا حامل ہوتا ہے، لیکن اگر ماحول خراب ہو اور سرپرستوں کی تربیت بُری ہو تو بڑے سے بڑے اُستاذ کے لیے بھی بچے کو سنوارنا مشکل ہو جاتا ہے۔

ہمارے دور کے اکثر بچوں کی صورتِ حال انتہائی پریشان کُن ہے، اُن کی زبانوں پر بے حیائی کی باتوں اور اُن کے مغربی تہذیب کی عکاسی کرنے والے کاموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر ہم نے تربیت کا انداز نہ بدلا تو مستقبل میں معاشرے کے اخلاق بہت زیادہ بگڑے ہونے کا خدشہ ہے۔

اولاد کی اچھی تربیت پر زور دیتے ہوئے سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ۔
یعنی "والدین کی طرف سے اولاد کے لیے اچھی تربیت سے بہتر کوئی تحفہ نہیں ہے۔" (جامع ترمذی، حدیث:1952) "اچھی تربیت" سے مراد یہ ہے کہ اُنھیں دین سکھایا جائے۔ دینی تربیت بہترین تحفہ اِس لیے ہے کہ باقی تحائف کا فائدہ وقتی ہے، جب کہ اچھی تربیت کا فائدہ دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی، صرف اولاد کو ہی نہیں بلکہ والدین کو بھی اور صرف دنیا میں ہی نہیں والدین کے مرنے کے بعد قبر میں بھی اُنھیں فائدہ ہوگا۔ (مرقاۃ المفاتیح، ملخصًا)

تاریخ میں کئی ایسی نامور شخصیات کا تذکرہ ملتا ہے جنھیں اچھا ماحول اور عمدہ تربیت میسّر آئی تو اُنھوں نے ایسے اعلیٰ کردار اور نمایاں کارناموں کا مظاہرہ کیا کہ قیامت تک انسانیت کے لیے مشعلِ راہ بنے اور آج بھی اُن کی سیرت لائقِ تقلید ہے۔ ایسی ہی شخصیات میں ایک حسین نام شہزادۂ امام حسین سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی ہے۔ آپ اپنے نانا امام الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حسین اخلاق، اپنے دادا مولیٰ المسلمین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی طاقت، اپنے تایا امامِ حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی سیادت اور اپنے بابا امامِ عالی مقام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی جرأت کے وارث ہیں، اِس کے ساتھ ساتھ اُنھیں ایسا حسین ماحول ایسی اعلیٰ تربیت میسّر آئی کہ گھر میں ہر وقت جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری باتوں کا تذکرہ ہوتا۔

رگوں میں دوڑنے والے خون، ماحول اور تربیت کا یہ اثر تھا کہ آپ اپنے دور کے سب سے زیادہ علم و فضل، زہد و تقویٰ اور حلم و فضیلت والے افراد سے تھے اور آپ کی سیرتِ طیبہ کے بے شمار پہلو آج بھی اُمّت کے لیے راہ نمائی کا ذریعہ ہیں۔

چنانچہ آج کے خطبہ میں امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق کچھ باتوں کا ذکر ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

شاعر نے کیا خوب کہا:

کاروانِ صبر کے سالار زین العابدین
دینِ حق کے مرکزِ انوار زین العابدین

منزلِ اہلِ رضا ہے آپ کا نقشِ قدم
فکر کا بے مثل ہے معیار زین العابدین

بن لڑے جس نے یزیدی فوج کو دے دی شکست
آپ ہیں وہ صبر کی تلوار زین العابدین

دُشمنوں نے بھی اماں پائی درِ سجّاد سے
خیر و برکت کا ہے وہ کردار زین العابدین

آپ کی نسبت سے ہیں روشن روحانی نسبتیں
اولیا کے پیشوا سردار زین العابدین

بے نوا ساغر پہ بھی چشمِ عنایت کیجیے
بزمِ جاں کے مالک و مختار زین العابدین

سوانحی خاکہ

شہزادۂ امام حسین، اسیرِ کربلا، سجّاد، زین العابدین، ابو الحسن سیدنا علی (اوسط) رضی اللہ تعالیٰ عنہ 38ھ میں مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ تقریباً دو سال اپنے دادا محترم مولی المسلمین سیدنا علی کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی آغوشِ محبت پائی، رمضان المبارک 40ھ میں مولَی المسلمین کی شہادت ہوئی، جس کے بعد تقریباً نو سال اپنے تایا جان سیدنا امامِ حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگرانی میں رہے۔ 5 ربیع الاول 49ھ میں امامِ حسنِ مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو والدِ گرامی سیدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تربیت نصیب ہوئی۔

محرم الحرام 61ھ میں جب واقعہ کربلا پیش آیا تو آپ بھی اپنے بابا جان امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ اُس میں شریک تھے، تب آپ کی عمر شریف 22 سال تھی اور بیماری کی وجہ سے میدان میں تشریف فرمانہ ہوسکے، خاندانِ رسالت مآب ﷺ کے مَردوں میں صرف آپ ہی قیدی تھے، باقی سب نے جامِ شہادت نوش کیا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسلِ پاک آپ ہی سے ہے۔

محرم الحرام 94ھ میں مدینہ منوّرہ میں وصال مبارک ہوا[1] اور اپنے نانا جان کے قدموں میں اپنے تایا جان کی قبرِ اطہر کے پاس جنت البقیع میں آرام فرما ہوئے۔ پہلے جنت البقیع میں مزاراتِ پُرانوار پر گنبد موجود تھے، تب سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے مزار کا گنبد ایک ہی تھا۔[2]

حق پر موت کا جذبہ

ہر شخص جانتا ہے کہ اُس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور کسی بھی صورت میں موت سے بچنا ممکن نہیں، یہ بھی معلوم ہے کہ موت اپنی مرضی سے نہیں آتی، بلکہ اللہ تعالیٰ جب چاہے، جہاں چاہے موت کا فرشتہ بھیج دیتا ہے۔ انسان کی خوش نصیبی اور سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ اُسے سلامتیٔ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں موت آئے اور اُس کی سب سے بڑی ناکامی یہ ہے کہ وہ کفریا نافرمانی کی حالت میں مرے۔

ارشادِ ربّانی ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ. ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور ضرور تمہیں موت صرف اسلام کی حالت میں ہی آئے۔“ [آل عمران 3:102] یعنی زندگی کے ہر لمحے میں ایمان واِسلام پر قائم رہنے کی کوشش کرو؛ تاکہ جب بھی تمہیں موت آئے حالتِ اسلام پر ہی آئے۔

جذبۂ زین العابدین: خاندانِ رسالت مآب ﷺ کا قافلہ کربلا کے قریب پہنچ چکا تھا کہ ایک رات امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی خواب دیکھا اور یہ کلمات کہتے ہوئے بیدار ہوئے: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں (اُسی کے بندے ہیں، وہ جس حالت میں چاہے رکھے) اور یقیناً ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اور سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے بابا جان سے یہ کلمات سن کر پوچھا: یَا أَبَتِ جُعِلْتُ فِدَاكَ! مِمَّ حَمِدْتَ وَاسْتَرْجَعْتَ؟ ابا جان! صدقے جاؤں! ”الحمد للہ“ اور ”انّا للہ“ کہنے کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: بیٹے! مجھے اُونگھ آئی تھی تو مَیں نے خواب میں ایک گھڑسوار کو دیکھا، اُس نے کہا: اَلْقَوْمُ یَسِیْرُوْنَ وَالْمَنَایَا تَسِیْرُ إِلَیْهِمْ۔ یعنی یہ قافلہ کربلا کی طرف جارہا ہے اور شہادت اِن کی طرف

---

[1] آپ کی ولادت مبارکہ اور وصالِ اقدس کی تاریخ اور سال سے متعلق بہت سے اقوال ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: إعجاز سید المرسلین فی تذکرۃ زین العابدین، تالیف مفتی اعجاز بشیر، ص:43 تا 61 اور ص:458 تا 465، مطبوعہ دار البیان کراچی

[2] ودفن فی البقیع فی قبر عمه الحسن بن علی رضی اللہ تعالی عنه، فی القبة التی فیها قبر العباس، رضی اللہ عنه۔ (وفیات الاعیان وأنباء أبناء الزمان لابن خلکان، ج:3، ص:268، دار صادر۔ نیز دیکھیے: بہارِ شریعت، ج:1 (ب)، ص:1230)

بڑھ رہی ہے۔ امامِ عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: فَعَلِمْتُ أَنَّ أَنْفُسَنَا نُعِيَتْ إِلَيْنَا۔ معلوم ہوتا ہے کہ (اِس خواب کے ذریعے) ہمیں ہماری شہادتوں کی خبر دی گئی ہے۔

یقیناً یہ خواب معمولی نہیں تھا، کوئی اور ہوتا تو سنتے ہی اوسان خطا ہو جاتے، مگر امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت اطمینان سے عرض کرنے لگے: يَا أَبَتِ لَا أَرَاكَ اللهُ سُوْءًا، أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ؟ یعنی باباجان! اللہ پاک آپ کو ہر مصیبت سے بچائے، کیا ہم حق پر نہیں؟ امام عالی مقام نے فرمایا: بَلٰى وَالَّذِيْ يَرْجِعُ إِلَيْهِ الْعِبَادُ۔ کیوں نہیں بیٹے! قسم بخدا ہم حق پر ہیں۔ شہزادۂ والا شان نے کہا: إِذَنْ لَا نُبَالِيْ أَنْ نَّمُوْتَ مُحِقِّيْنَ۔ یعنی جب حق پر ہیں تو کوئی پرواہ نہیں! اللہ تعالیٰ جب چاہے جہاں چاہے شہادت عطا کر دے۔

امام عالی مقام یہی تو سننا چاہتے تھے، شہزادے کی جرأت کو داد دیتے ہوئے فرمایا: جَزَاكَ اللهُ مِنْ وَّلَدٍ خَيْرَ مَا جَزٰى وَلَدًا عَنْ وَالِدِهٖ۔ یعنی اللہ کریم نے کسی بھی والد کی طرف سے اُس کے بچے کو جو جزا و ثواب عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے سب سے بہتر جزا اور صلہ عطا فرمائے۔

(تاریخ الرسل والملوک [تاریخ طبری]، ج:5، ص:407، دار التراث۔ الکامل فی التاریخ [تاریخ ابن اثیر]، ج:3، ص:161، دار الکتاب العربی)

آج ہم موت سے ڈرتے ہیں، مگر یہ خوف نہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نافرمانی میں موت آجائے، امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے غلامانِ اہلِ بیت کو سکھایا کہ موت کا خوف نہیں ہونا چاہیے، وہ تو آنی ہی ہے، فکر یہ ہونی چاہیے کہ جب بھی موت آئے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری میں آئے۔

ایمانی فراست

اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے کامل مسلمانوں کے دلوں میں مخفی اور پوشیدہ چیزوں کا علم ڈال دیتا ہے، وہ علامات اور نشانیاں دیکھ کر حقیقت جان لیتے ہیں، اِس خوبی کو "فراست" اور "بصیرت" کہا جاتا ہے۔ جتنا ایمان کامل ہوتا ہے فراست بھی اُتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔

سیدنا ابو سعید سعد بن مالک خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ، فَإِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ۔» "مومن کی فراست سے ڈرو (اس بات سے ڈرو کہ اللہ تعالیٰ اُسے مخفی اور پوشیدہ باتیں بتادے اور تمہیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے)؛ کیونکہ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتِ کریمہ پڑھی: {إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ} "بے شک اِس میں فراست والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔" [الحجر:75] (جامع ترمذی، حدیث:3127)

امامِ زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے دیگر بہت سی خوبیوں کے ساتھ ساتھ فِراست میں بھی کمال عطا فرمایا تھا، جس کا کئی مواقع پر اِظہار ہوا۔

امامِ عالی مقام سیدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد لوگوں کے جذبات سے فائدہ اُٹھانے کے لیے مختار بن ابو عبید ثقفی نامی ایک شخص اہلِ بیت کی محبت کا نعرہ لے کر اُٹھا اور امامِ عالی مقام رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والوں سے انتقام لینے کے لیے لوگوں کو اُکسانے لگا۔ بہت سے لوگ اُس کے ساتھ مل گئے اور اُس نے کوفہ کے گورنر ہاؤس پر قبضہ کر کے وہاں اپنی حکومت قائم کر لی۔ مزید لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے اُس نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ آپ ہماری سرپرستی فرمائیں اور ساتھ ہی بطور نذرانہ بھاری رقم بھی بھیجی۔[1] بظاہر اُس کا منشور بہت اچھا تھا، مگر امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی فراست سے جان لیا کہ یہ شخص مفاد پرست ہے اور اِس کی تحریک کا انجام اچھا نہیں۔

راوی نے کہا: فَأَبَى عَلِيٌّ أَنْ يَقْبَلَ ذٰلِكَ مِنْهُ أَوْ يُجِيبَهُ عَنْ كِتَابِهِ، وَسَبَّهُ عَلَى رُؤُوسِ الْمَلَأِ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَظْهَرَ كَذِبَهُ وَفُجُورَهُ وَدُخُولَهُ عَلَى النَّاسِ بِإِظْهَارِ الْمَيْلِ بِآلِ أَبِي طَالِبٍ... یعنی آپ نے نہ تو اُس کا نذرانہ قبول کیا اور نہ ہی اُس کے خط کا جواب دیا، بلکہ مسجدِ نبوی شریف میں سب کے سامنے اُس کے کرتوتوں کا پردہ چاک کر دیا اور اُس کا فسق وفجور واضح کر دیا اور لوگوں کو بتایا کہ وہ صرف حکومت حاصل کرنے کے لیے اہلِ بیت سے محبت کی باتیں کرتا ہے۔

حتّٰی کہ مختار نے کچھ دیگر اہلِ بیت کو اپنا ہم نوا بنانا چاہا تو امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے بھی فرمایا کہ یہ شخص جھوٹا اور مفاد پرست ہے۔ (مروج الذهب ومعادن الجوهر للمسعودي، ج:3، ص:67، المكتبة العصرية، بيروت)

شروع شروع میں مختار ثقفی نے کچھ اچھے کام کیے اور امامِ عالی مقام رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے بدبختوں کو قتل کروایا، مگر بعد میں اُس بدبخت نے نبی ہونے کا جھوٹا دعوی کر دیا۔ چنانچہ سیدنا عبد اللہ بن زُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُس کے خلاف لشکر تیار کر کے اُس سے جہاد کیا اور 67ھ میں اُسے قتل کروا دیا۔[2]

مختار کا انجام جان کر انسان امام زین العابدین علیہ الرحمہ کی فراست کو سلام پیش کرتا ہے، لیکن اِس سے بڑی ایمان فروز بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اِس کے بارے میں بتایا تھا۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جانِ جہاں ﷺ نے فرمایا: «فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ»۔

---

[1] و كتب مختارٌ كتابا إلى عليّ بن الحسين السجّاد، يريده على أن يبايع له ويقول بإمامته ويظهر دعوته وأنفذ إليه مالا كثيرا ۔

[2] تفصیل کے لیے دیکھیے مجلہ النظامیہ، دسمبر 2019، ص:41 تا 44

مجلہ پڑھنے یا ڈاؤن کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1zv7nrAVAUa8ESIwB3jPtCgc9WL9lGOne/view?usp=drivesdk

وفی روایۃٍ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ قَامَ عَلَى بَابِ الْكَعْبَةِ يَلْعَنُ الْمُخْتَارَ بْنَ أَبِي عُبَيْدٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْحُسَيْنِ! لِمَ تَسُبُّهُ وَإِنَّمَا ذُبِحَ فِيكُمْ؟ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ كَذَّابًا يَكْذِبُ عَلَى اللهِ وَعَلَى رَسُولِهِ» (تاریخ دمشق، ج:41، ص:393۔ سیر اعلام النبلاء، ج:4، ص:397، مؤسسۃ الرسالہ)

"(قبیلہ)بنو ثَقِیف میں ایک بڑا جھوٹا اور ایک ظالم ہوگا۔" امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:اِس حدیث میں بڑے جھوٹے سے مراد "مختار بن ابو عبید ثقفی" ہے اور ظالم سے مراد "حجاج بن یوسف" ہے۔(جامع ترمذی،حدیث:2220)

حلم وبرباداری

اللہ تعالیٰ حِلْم والا ہے اور وہ پسند فرماتا ہے کہ اُس کے بندے بھی حلم وبُردباری کا مظاہرہ کریں۔"حِلْم" کا آسان لفظوں میں مفہوم یہ ہے کہ غضب وغصہ آنے اور اُسے نافذ کرنے کی طاقت کے باوجود اُسے نافذ نہ کرنا اور سزا نہ دینا۔

حلمِ الٰہی: اللہ تعالیٰ اپنی شایانِ شان اِس خوبی سے متصف ہے اور وہ سب سے زیادہ حلم والا ہے۔اُس نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اپنی اِس خوبی کا ذکر فرمایا،ایک آیت مبارکہ میں یوں ارشاد ہے:اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ. "بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، حلم والا ہے۔"[آل عمران155:3]

سیدنا ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:«مَا أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلٰى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللّٰهِ، يَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ، ثُمَّ يُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ» یعنی "تکلیف دہ(ناپسندیدہ) بات کو سُن کر سب سے زیادہ حلم فرمانے اور سزا کو مؤخر کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے،لوگ اُس کے لیے اولاد کا دعوی کرتے ہیں،پھر بھی وہ اُنھیں عافیت دیتا(مصیبتوں سے بچاتا) ہے اور رزق عطا فرماتا ہے۔"(صحیح بخاری،حدیث:7378)

حِلمِ زین العابدین: امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کی کنیز وضو کروا رہی تھی کہ اچانک اس کے ہاتھ سے پانی کا برتن گر گیا جس سے آپ کچھ زخمی ہوگئے،آپ نے اُس کی طرف سر اُٹھا کر دیکھا تو اُس نے عرض کی:اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ بندوں کا وصف بیان کیا ہے:وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ۔"اور غصّہ پینے والے"،آپ نے فرمایا:قَدْ كَظَمْتُ غَيْظِيْ۔مَیں نے اپنا غصّہ پی لیا۔ اُس نے آیتِ کریمہ کا اگلا حصہ پڑھا:وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ۔"اور لوگوں سے درگزر کرنے والے"،فرمایا: قَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْكِ۔ یعنی(مَیں نے تجھے معاف کیا) اللہ پاک(بھی) تجھے معاف کرے۔وہ عرض گزار ہوئی:وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔[آل عمران134:3] "اور احسان کرنے والے اللہ کے محبوب ہیں" ارشاد فرمایا:اِذْهَبِيْ فَاَنْتِ حُرَّةٌ۔جا!تو آزاد ہے۔(شعب الایمان،حدیث:8317)

ہمارے معاشرے کی صورت حال یہ ہے کہ تقریباً ہر گھر میں لڑائی ہے،ہر دکان پر جھگڑا ہے،ہر آفس کا ماحول بگڑا ہے،اور تو اور مساجد میں بھی لوگ ایک دوسرے سے اُلجھنا نہیں چھوڑتے،اس نوبت کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ ہم بردباری سے بہت دُور ہیں۔ سیرتِ امام زین العابدین سے سبق لیتے ہوئے ہمیں بھی درگزر کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

خفیہ طور پر راہِ خدا میں خرچ کرنا

انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ کریم کا عطا کردہ ہے، انسان کی خوش نصیبی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے میں سے کچھ اُس کی راہ میں پیش کرے۔ بزرگ فرماتے ہیں: اللہ دیتا سب کو ہے، مگر لیتا کسی کسی سے ہے، ہر ایک کو راہِ خدا میں خرچ کرنے کی توفیق نصیب نہیں ہوتی۔

قرآن و سنت میں یہ تربیت فرمائی گئی ہے کہ خیرات کا مقصد ربّ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے؛ لہٰذا اگر ظاہر کرنے میں کوئی شرعی حکمت نہ ہو تو خفیہ طور پر خرچ کرنا چاہیے، تاکہ غریب کا بھرم بھی رہے اور ریاکاری بھی نہ آئے۔

قیامت کی بے انتہا گرمی میں جن خوش نصیبوں کو عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا اُن میں سے ایک کا تذکرہ سیدِ عالم ﷺ نے یوں فرمایا: وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ۔ یعنی ”جو شخص اِس طرح خفیہ طریقے سے خرچ کرے کہ بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ دائیں سے کیا خرچ کیا ہے۔“ (صحیح بخاری، حدیث: 1423)

سیرتِ زین العابدین: خاموشی سے غریبوں کی مدد کرنے کا سلیقہ کوئی امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیکھے! آپ کے سیرت نگاروں نے لکھا: كَانَ نَاسٌ بِالْمَدِيْنَةِ يَعِيْشُوْنَ لَا يَدْرُوْنَ مِنْ أَيْنَ يَعِيْشُوْنَ وَمَنْ يُعْطِيْهِمْ ؟ فَلَمَّا مَاتَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فَقَدُوْا ذٰلِكَ فَعَرَفُوْا أَنَّهُ هُوَ الَّذِيْ كَانَ يَأْتِيْهِمْ فِي اللَّيْلِ بِمَا يَأْتِيْهِمْ بِهٖ۔ وَقِيْلَ: إِنَّهُ كَانَ يَعُوْلُ مِائَةَ أَهْلِ بَيْتٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَلَا يَدْرُوْنَ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَاتَ۔ یعنی مدینہ منورہ میں 100 ایسے مستحق گھرانے تھے جنھیں اخراجات ملتے تھے، مگر اُنھیں معلوم نہیں تھا کہ یہ کون دیتا ہے؟ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصالِ اقدس کے بعد جب رات کی تاریکی میں ملنے والے راشن کا سلسلہ بند ہوا تو پتا چلا کہ ایک عرصہ تک یہ اِمداد امام زین العابدین کی طرف سے ملتی رہی تھی۔

مزید لکھا: وَلَمَّا مَاتَ وَجَدُوْا فِيْ ظَهْرِهٖ وَأَكْتَافِهٖ أَثَرَ حَمْلِ الْجِرَابِ إِلٰى بُيُوْتِ الْأَرَامِلِ وَالْمَسَاكِيْنِ فِي اللَّيْلِ۔ یعنی وصالِ امام کے بعد جب آپ کو غسل دیا گیا تو معلوم ہوا آپ کی پُشت مبارک اور کندھوں پر بوجھ اُٹھانے کے نشانات ہیں، یہ رات کی تاریکی میں بیواؤں اور غریبوں کے گھروں تک پہنچانے کے لیے غلہ اُٹھانے کے نشانات تھے۔ (البدایہ والنہایہ، ج:9، ص:105)

غریبوں کی دل جوئی اور اِمداد کا ایسا حسین انداز تھا کہ مال بھی عطا فرماتے اور اعزاز سے بھی نوازتے۔ آپ کی سیرت میں ہے: كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ رَحَّبَ بِهٖ، وَقَالَ: مَرْحَبًا بِمَنْ يَحْمِلُ زَادِيْ إِلَى الْآخِرَةِ۔ یعنی جب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں کوئی سوالی آتا تو آپ خوشی کا اِظہار کرتے ہوئے فرماتے: اُسے خوش آمدید! جو میرا توشہ اُٹھا کر آخرت تک پہنچا دے گا (مجھ سے خیرات وصول کرے گا اور اِس کا اجر مجھے آخرت میں ملے گا)۔ (صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی، ج:1، ص:355، دار الحدیث قاہرہ)

ہمارے دور میں جہاں اچھے کاموں میں خرچ کرنے کے حوالے سے بخل اور کنجوسی بہت ہے، وہیں ایک المیہ یہ بھی ہے کہ جو خرچ کرتے ہیں اُس کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور مستحق افراد کی عزتِ نفس کا خیال نہیں کرتے، کسی کی اِمداد کرتے ہوئے تصاویر بنانا، پھر اُن کی تشہیر کرنا...اِس طرح کے دیگر کئی پہلو اِصلاح طلب ہیں۔ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک سیرت سے سبق لیتے ہوئے دل کھول کر خرچ کرنا چاہیے اور اِس طرح خرچ کرنا چاہیے کہ مستحق کا اِعزاز بھی ہو اور ربّ تعالیٰ کی رِضا بھی ہو۔

والدہ سے حُسنِ سلوک

قرآن و سنت میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور جائز کاموں میں اُن کا حکم ماننے کی بہت تاکید فرمائی گئی ہے، حتّٰی کہ ربّ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے حکم سے متصل ہی بندے کو اپنے والدین کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم دیا، اُن کے لیے دُعا کرنے، اُن کے ساتھ عاجزی سے پیش آنے اور بے ادبی والے الفاظ سے مکمل اجتناب کی تاکید فرمائی۔

اِس حوالے سے بھی امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت منارۂ نور ہے۔ آپ کو والدِ ماجد کی شفقتیں تقریباً 22 سال تک میسر رہیں، تاہم والدہ کی معیّت ایک عرصہ تک رہی۔ والدہ کے احترام کا تذکرہ کرتے ہوئے سیرت نگاروں نے لکھا: كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ لَا يَأْكُلُ مَعَ أُمِّهٖ [فِيْ صَفْحَةٍ]، وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِهَا ۔ یعنی امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ کے ساتھ سب سے زیادہ حُسنِ سلوک کرنے والوں میں سے تھے، تاہم والدہ کے ساتھ ایک برتن میں کھانا نہیں کھاتے تھے۔ آپ سے اِس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: أَخَافُ أَنْ آكُلَ مَعَهَا فَتَسْبِقُ عَيْنُهَا إِلٰى شَيْءٍ مِنَ الطَّعَامِ، وَأَنَا لَا أَعْلَمُ بِهٖ فَآكُلَهٗ، فَأَكُوْنُ قَدْ عَقَقْتُهَا ۔ یعنی والدہ کے ساتھ (ایک ہی برتن میں) کھانے میں مجھے یہ ڈر رہتا ہے کہ اُن کی نظر کھانے کے کسی حصہ پر پڑے (اور وہ اُسے کھانا چاہیں)، مگر مجھے معلوم نہ ہو اور میں اُسے کھالوں تو یوں لاعلمی میں مجھ سے اُن کی نافرمانی ہو جائے گی۔

(البرّ والصلۃ لابن الجوزی، رقم: 90۔ وفیات الاعیان، ج: 3، ص: 268، دار صادر۔ الوافی بالوفیات، ج: 20، ص: 231 دار احیاء التراث)

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مبارک اِرشاد بالخصوص ہماری نوجوان نسل کے لیے راہ نمائی کا ذریعہ ہے، جو اپنے والدین کا حکم ماننا سعادت سمجھنے کے بجائے اپنے لیے بوجھ سمجھتی ہے۔

خشیتِ الٰہی

قرآن و سنت میں تربیت فرمائی گئی ہے کہ مسلمان اپنے دل میں خوفِ خدا بھی رکھے اور اُس کی بارگاہ سے اُمید بھی۔

”خوفِ خدا“ سے مراد یہ ہے کہ مسلمان اللہ عزّوجلّ کی عظمت و جلالت، اُس کی شانِ بے نیازی و عدمِ مسئولیت اور اُس کی بارگاہ

میں حاضری کا تصور کر کے اپنے گناہوں کے انجام سے ڈرتا ہے... اور "اُمید" کا مطلب یہ ہے کہ خوف کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، اُس کی شان رحیمی کا تصور کر کے اُس کی رحمت و بخشش سے قوی امید وابستہ رکھے۔

پھر خوفِ الٰہی دو طرح کا ہوتا ہے:

1) گناہوں کی سزا میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا۔ یہ عام مسلمانوں میں سے پرہیز گاروں کو نصیب ہوتا ہے۔

2) اللہ تعالیٰ کے جلال، اُس کی عظمت، اُس کی شانِ بے نیازی اور اُس کی ناراضی سے ڈرنا۔ یہ خوف اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص والوں کو ملتا ہے۔ قربِ خداوندی جس قدر زیادہ ہو اُس کی شانِ بے نیازی سے اُتنا ہی زیادہ ڈر لگتا ہے۔

بلاشبہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کا خاص قرب پانے والوں میں سے ہیں؛ اِسی لیے آپ کے قلبِ مبارک میں خشیتِ الٰہی بھی بے پناہ تھی۔

روایت میں ہے کہ ایک بار آپ نے حج کا ارادہ کیا، فَلَمَّا أَحْرَمَ اصْفَرَّ وَانْتَفَضَ وَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُّلَبِّيَ۔ احرام باندھا تو رنگ مبارک زرد ہو گیا اور جسم کانپنے لگا، حتّٰی کہ زبان پاک سے تلبیہ (لبّيك اللّٰهم لبّيك) نہ کہہ سکے۔ عرض کی گئی: مَالَكَ لَا تُلَبِّيْ؟ کیا وجہ ہے کہ آپ لبیک نہیں پڑھ رہے؟ فرمایا: أَخْشٰى أَنْ أَقُوْلَ: لَبَّيْكَ، فَيَقُوْلُ لِيْ: لَا لَبَّيْكَ۔ مجھے ڈر ہے کہ مَیں کہوں: لبیک (اے اللہ! مَیں حاضر ہوں)، تو وہ فرمائے: لالبیک (تیری حاضری قبول نہیں)۔ عرض کی گئی: تلبیہ تو بہر حال ضروری ہے (اِس کے بغیر احرام معتبر نہیں)۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی زبانِ پاک سے لبیک نکلنا تھا کہ بے ہوش ہو گئے اور سواری سے گر پڑے اور پھر حج کے اختتام تک کچھ اِسی طرح کی کیفیت رہی۔[1] (مختصر تاریخ دمشق، ج:17، ص:237، 238، دار الفکر۔ سیر اعلام النبلاء، ج:4، ص:392)

جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو بھی کیفیت بدل جاتی، رنگ زرد ہو جاتا اور جسمِ مبارک کپکپانے لگتا۔ اِس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: مَا تَدْرُوْنَ بَيْنَ يَدَيْ مَنْ أَقُوْمُ وَمَنْ أُنَاجِيْ؟ تم نہیں جانتے ہو کہ مَیں کس کے سامنے کھڑا ہونے لگا ہوں اور کتنی بڑی بارگاہ میں التجائیں پیش کرنی ہیں! (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج:5، ص:167، دار الکتب العلمیہ۔ تاریخ دمشق، 41/377)

ہماری حالتِ زار: جن کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری میں گزری اور جن کی سفارش سے ہمیں اپنی بخشش کی اُمّید ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے یوں لرزاں رہتے ہیں، جب کہ ہم لوگ جن کے دامن اچھے اعمال سے خالی ہیں، اتنے بے باک ہو چکے ہیں کہ گناہ کر کے اُس پر شرمندہ بھی نہیں ہوتے۔

---

[1] فَلَمَّا لَبّٰى غُشِيَ عَلَيْهِ، وَسَقَطَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ، فَلَمْ يَزَلْ بَعْضُ ذٰلِكَ بِهٖ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهٗ۔

گزشتہ دنوں یومِ آزادی کی مرکزی تقریب جناح کنونشن سنٹر اسلام آباد میں منعقد ہوئی، یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا موقع تھا، مگر اِس تقریب میں مَردوں اور خواتین کے مخلوط رقص کا اہتمام کیا گیا، اتنی بے باکی کہ شکر ادا کرنے کے بجائے سرعام اللہ کی نافرمانی! تصور کیجیے کہ بانیانِ پاکستان کی روحوں کو کتنی اذیت ہوئی ہوگی؟

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرتِ مطہرہ سے سبق لیتے ہوئے اپنے اندر خوفِ خدا کا جذبہ بیدار کرنا چاہیے۔ یہ خوبی نصیب ہوجائے تو تمام اعمال سنور جاتے ہیں۔

حرفِ آخر

گفتگو کا آغاز اس بات سے ہوا تھا کہ انسان کے کردار اور اُس کے اخلاق پر والدین کی تربیت اور گرد و پیش، بالخصوص گھر کے ماحول کا گہرا اثر ہوتا ہے...

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حسین سیرت کے کچھ پہلو آپ نے سماعت کیے، توجہ طلب بات ہے کہ اُن کی تربیت کن اُصولوں پر تھی کہ اُس کی برکت سے اُن کا کردار اتنا حسین ہوا؟ اِس کا جواب بالکل واضح ہے... وہ خاندانِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے چشم و چراغ ہیں اور اُن کے گھر میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ہی باتیں ہوا کرتی تھیں۔ آپ نے خود فرمایا: كُنَّا نُعَلَّمُ مَغَازِيَ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا نُعَلَّمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ۔ یعنی ہمیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے غزواتِ مبارکہ کے واقعات ایسے سکھائے جاتے تھے جیسے قرآن پاک کی تعلیم دی جاتی تھی۔ (البدایہ والنہایہ، ج:3، ص:297، دار احیاء التراث)

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری نئی نسل کا کردار بھی قابلِ رشک ہو تو یہی اُصول اپنائیں... خود بھی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک سیرت جانیں اور اپنی اولاد کو بھی یہ سوغات فراہم کریں۔

اللہ تعالیٰ امامِ عالی مقام، آپ کے شہزادۂ والا شان اور تمام رفقار ضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درجات میں کروڑوں بلندیاں عطا فرمائے اور ہمیں اُن کی مبارک سیرتوں پر عمل کی توفیق سے نوازے۔ اللہ کریم سیلاب زدگان کی مشکلات کو آسان فرمائے اور ہمیں اُن کی مدد کرنے کی توفیق عطا کرے۔ مالکِ قُدّوس مُلکِ پاکستان کو ہر قسم کے بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر و فلسطین سمیت دنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم